رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

قیمت پیشگی سالانہ عام سے حمہ خواص اور معاونین سے عـہ ہندوستان سے باہر ے ر

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

# الحکم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم

نمبر ۴۵ | دار الامن والامان قادیان ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۵

## کلمات طیبات

## حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

### تتمہ

### گناہ سوز فطرت کیسے ملے

بلکہ اس کا مفہوم یہی ہے کہ خدا کو ڈھونڈنے والوں کے دل نشانات سے ایسے منور کیے جاتے ہیں کہ وہ خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور اسکی عظمت و جبروت کا مشاہدہ کرتے ہیں یہاں تک کہ دنیا کی ساری عظمتیں اور بزرگیاں انکی نگاہ میں ہیچ ہو جاتی ہیں۔

اور اگر خدا کو دیکھنے کی آنکھیں اور اسکے دریافت کرنے کے حواس سے اس دنیا میں اسکو حصہ نہیں ملا تو اس دوسرے عالم میں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

پس اللہ تعالے کو جیسا کہ وہ ہے بغیر کسی غلطی کے بدون شناخت کرنا اور یہی دنیا میں سمجھے اور صحیح طور پر اسکی ذات و صفات کی معرفت حاصل کرنا ہی تمام روشنیوں اور تجلیات کی کلید ہے۔ اسی سے وہ آگ پیدا ہوتی ہے جو پہلے انسان کی گنہگار حالت پر موت وارد کرتی ہے اور اسکو جلا دیتی ہے اور پھر اسکو نور عطا کرتی ہے جس سے وہ گناہ کو شناخت کرتا اور اسکی زہر پر اطلاع پا کر اس سے ڈرتا اور دور بھاگتا ہے۔ پس یہی وہ دو قسم کی آگ ہے جو ایک طرف گناہ کو جلاتی اور دوسری طرف نیکیوں کی قدرت عطا کرتی ہے۔ اور اسکا نام جلال اور جمال کی آگ ہے۔

کیونکہ گناہ سے تو جلالی رنگ اور ہیبت ہی سے بچ سکتا ہے جب یہ علم ہو کہ اللہ تعالے اس گناہ کی سزا میں شدید العذاب ہے اللہ مالک یوم الدین ہے تو انسان پر ایک ہیبت سی طاری ہو جائیگی جو اسکو گناہ سے بچائیگی۔

اور جمال نیکیوں کیطرف جذب کرتا ہے جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ خدا تعالے رب العالمین ہے رحمٰن ہے رحیم ہے تو بے اختیار ہو کر دل اسکی طرف کھنچا چلا جائے گا۔ اور ایک سرور اور لذت کے ساتھ نیکیوں کا صدور ہونے لگے گا۔

جیسے چاندی یا سونے کے صاف کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اسے کٹھالی میں ڈالکر خوب آگ روشن کی جاوے اس سے اسکا وہ سارا میل کچیل جو ملا ہوا ہوتا ہے فی الفور الگ ہو جاتا ہے اور پھر اسکو عمدہ اور خوبصورت زیور کی شکل میں لانے کے واسطے جو کسی حسین کے لیے بنایا جاوے اس بات کی ضرورت ہے کہ پھر آگ لیکر اسے مفید مطلب بنایا جاوے۔

جب تک وہ ان دونوں آگوں سے نہیں رکھا نہ جاوے وہ خوبصورت اور درخشاں زیور کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اسیطرح انسان جب تک جلالی اور جمالی آگ میں ڈالا نہ جاوے وہ گناہ سوز فطرت لیکر نیک بننے کے قابل نہیں ہوتا۔

اس لیے پہلے گناہ جلایا جاتا ہے اور پھر جمالی آگ سے نیکی کی قوت عطا ہوتی ہے اور پھر فطرت میں ایک روشنی اور چمک آتی ہے جو نیکی اور بدی میں تمیز سکھا کر نیکی کیطرف جذب کرتی ہے۔ اسوقت ایک نئی پیدایش ملتی ہے۔

سورۃ الدھر میں اس پیدایش کیحالت کا بیان کافوری اور زنجبیلی شربت کی مثال سے

دیا ہے۔ چنانچہ پہلے فرمایا ہے۔

**اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُہَا کَافُوْرًا۔**

یعنی مومن جو خدا کے نیک بندے ہیں وہ کافوری پیالے پیتے ہیں۔ **کافور** کا لفظ اسلیے اختیار کیا گیا ہے کہ کفر ڈھانکنے کو کہتے ہیں اور کافور مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت ڈھانکنے والا۔ ایسے ہی طاعون بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں **طاعون** اس لیے نام رکھا ہے کہ یہ اہل حق پر **طعن** کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور طاعون اور دیگر امراض وبائی حقیقت میں کافور ایک عمدہ چیز ہے اور مفید ثابت ہوئی ہے۔ غرض کافوری پیالے کا پہلے ذکر کیا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ اول یہ بتایا جاوے کہ کامل ہونے کے لیے **کافوری پیالہ** پہلے پینا چاہیے تاکہ دنیا کی محبت سرد ہو جائے اور وہ فسق و فجور کے خیالات جو دل سے پیدا ہوتے تھے اور جنکی زہر روح کو ہلاک کرتی تھی دبائے جائیں اور اسطرح پر گناہ کی حالت سے انسان نکل آوے پس چونکہ پہلے میل کچیل کا دور ہونا ضروری تھا اس لیے کافوری پیالہ پلایا گیا اس کے بعد دوسرا حصہ زنجبیلی ہے۔

**زنجبیل** اصل میں دو لفظوں سے مرکب ہے **زنا** اور **جبل** سے اور زنا لغت عرب میں اوپر چڑھنے کو کہتے ہیں اور جبل پہاڑ کو۔ اور اس مرکب لفظ کے معنے یہ ہوئے کہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور یہ صاف بات ہے کہ ایک زہریلے اور وبائی مرض کے بعد انسان کو اعلیٰ درجہ کی صحت تک پہونچنے کے واسطے دو حالتوں میں سے گذرنا ہوتا ہے۔ پہلی وہ حالت ہوتی ہے جبکہ زہریلے اور خطرناک مادے رک جاتے ہیں اور انہیں اصلاح کی صورت پیدا ہوتی ہے اور زہریلے حملوں سے نجات ملتی ہے اور وہ مواد دبائے جاتے ہیں۔ مگر اعضا بدستور کمزور ہوتے ہیں اور انہیں کوئی قوت اور سکت نہیں ہوتی جس سے وہ کام کرنیکے قابل ہوں۔ اور ایک ربودگی سی حالت ہوتی ہے۔

یہ وہ حالت ہوتی ہے جسکو کافوری پیالے پینے سے تعبیر کیا گیا ہے اس حالت میں گناہ کا زہر دبایا جاتا ہے اور اس جوش کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے جو نفس کی سرکشی اور جوش کی حالت میں ہوتا ہے مگر ابھی نیکی کرنے کی قوت نہیں آتی۔

پس دوسری حالت جو زنجبیلی حالت ہے وہ وہی ہے جبکہ صحت کامل کے بعد توانائی اور طاقت آجاوے یہانتک کہ پہاڑوں پر بھی چڑھ سکے اور زنجبیل بجائے خود چونکہ حرارت عزیزی کو بڑھاتی ہے، اسلیے اللہ تعالیٰ نے اس ذکر سے بتایا کہ پہلے مومنوں کے گناہوں کی حالت پر موت آتی ہے اور پھر انھیں نیکی کی توفیق اور قوت ملتی ہے۔ گناہ کی حالت میں انسان پستی اور ذلت میں ہوتا ہے اور جوں جوں گناہ کرتا جاتا ہے نیچے ہی نیچے چلا جاتا ہے لیکن جب گناہ پر موت آتی ہے تو وہ اس پستی کے گڑھے میں ہی پڑا ہوا ہوتا ہے۔ جبتک اوپر چڑھنے کے لیے اسے زنجبیلی شربت نہ ملے پس نیکی کی توفیق عطا ہونے پر وہ پھر اوپر چڑھنا شروع کرتا ہے۔ اور یہ پہاڑی گھاٹیاں وہی ہیں جو **صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ** میں بیان ہوئی ہیں خدا تعالیٰ کے راستبازوں اور **منعم علیہ** کی راہ ہی وہ اصل مقصود ہے جو انسان کے لیے خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ واحد ہے اور وحدۃ کو پیار کرتا ہے اس لیے سب کام وحدۃ ہی کے ذریعہ کرتا ہے وہ اگر چاہتا تو سبکو نبی بنا دیتا۔ مگر یہ امر وحدۃ کے خلاف تھا اس لیے ایسا نہیں کیا تاہم اسمیں بخل بھی نہیں ہے ہر ایک شخص جو اس راہ کو اختیار کرنیکے لیے سچا مجاہدہ کرتا ہے وہ اسکا لطف اور ذوق اٹھا لیتا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ امت میں ابدال ہوتے ہیں جنکی فطرۃ کو بدلا دیا جاتا ہے اور یہ تبدیلی اتباع سنت اور دعاؤں سے ملتی ہے یہانتک حضرت اقدس نے تقریر فرمائی تھی کہ حضرت مولوی سید **محمد احسن** صاحب امروہی نے عرض کیا کہ حضور یہ جو عیسائی بعض انبیا علیہم السلام کی زلۃ الاقدام کو قرآن شریف سے بیان کرتے ہیں اسکا کیا جواب دیا جاوے

**فرمایا** یہ ان لوگوں کی غلطی ہے گناہ کی تعریف میں انھوں نے دھوکا کھایا ہے گناہ اصل میں **جُناح** سے لیا گیا ہے اور ج کا تبادلہ گ سے کیا گیا ہے جیسے فارسی والے کر لیتے ہیں اور جُناح اصل میں عمداً کسی طرف میل کرنے کو کہتے ہیں پس گناہ سے یہ مراد ہے کہ عمداً بدی کیطرف میل کیا جاوے پس میں ہرگز نہیں مان سکتا کہ انبیا علیہم السلام سے یہ حرکت سرزد ہو اور قرآن شریف میں اسکا ذکر بھی نہیں۔ انبیا علیہم السلام سے گناہ کا صدور اس لیے ناممکن ہے کہ عارفانہ حالت کے انتہائی مقام پر وہ ہوتے ہیں اور یہ نہیں ہو سکتا کہ **عارف** بدی کیطرف میل کرے۔

یہ سنکر حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو بعض زلۃ الاقدام کا ذکر ہوتا ہے تو وہ حقیقت میں اس سے زیادہ نہیں ہیں کہ بشری تقاضا کے موافق کوئی خطای اجتہادی ہو۔ اور یہ ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے کیونکہ وہ بشریت سے تو الگ نہیں ہوتے۔ اسپر پوچھا گیا کہ **فعصیٰ اٰدم ربّہ** کے کیا معنی ہیں تو فرمایا کہ عصیٰ سے عمد تو نہیں پایا جاتا کیونکہ دوسری جگہ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے

**فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا**

عصیٰ سے یاد آیا میرا ایک فقرہ ہے **اَلْعَصَا عِلَاجُ مَنْ عَصٰی** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلالی تجلیات ہی سے انسان گناہ سے بچ سکتا ہے۔

غرض ان باتوں میں ہی دولت سرا کا دروازہ آگیا اور حضور تشریف لے گئے۔

# اٰیات الرحمٰن

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصای موسیٰ کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصای موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اُسکو اپنی وہ کتاب ایک دردانگیز عذاب محسوس ہوگی یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اسکے چھپنے کے لیے اسطرح سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جاوے اسلیے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ قیمت کا روپیہ مولوی صاحب موصوف کے نام آوے والسلام۔ خاکسار میرزا غلام احمد

# بشیر احمد۔ شریف احمد۔ مبارکہ کی آمین

۳۰۔ نومبر ۱۹۰۱ء کو حضرات صاحبزادگان والا شان و مبارکہ بیگم کی آمین ہوئی مندرجہ بالا عنوان سے الگ ایک چھوٹی سی نظم آمین طبع ہوئی ہے جو ۲ر قیمت پر دفتر الحکم یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام سے ملتی ہے۔ ہم ذیل میں اس آمین سے کچھ ناظرین الحکم کے لیے اقتباس کر کے درج کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

ہمیں اس یار سے تقوی عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
یہی آئینۂ خالق نما ہے
یہی اک جوہرِ سیفِ دعا ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر* یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
یہی اک فخرِ شانِ اولیا ہے
بجز تقوی زیادت ان میں کیا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہیں دار الجزا ہے
مجھے تقوی سے اُس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقوی
مبارک وہ ہے جس کا کام تقوی
سنو ہے حاصل اسلام تقوی
خدا کا عشق مے اور جام تقوی
مسلمانو بناؤ تام تقوی
کہاں ایماں اگر ہے خام تقوی
یہ دولت تو نے مجھکو اے خدا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر تو نے یہ مجھکو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری ہر بات کو تو نے چلا دی
مری ہر روک بھی تو نے اٹھا دی
مری ہر پیشگوئی خود بنا دی
†تری نَسْلًا بَعِیْدًا بھی دکھا دی
یہ دی ہے مجھکو وہ کس کو عطا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اُس دلستاں میں
ہوئے بدنام ہم اُس سے جہاں میں
عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں
ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کروں کیونکر ادا میں شکر باری
فدا ہو اُس کی رہ میں عمر ساری
مرے سر پر ہے منت اُس کی بھاری
چلی اُس ہاتھ سے کشتی ہماری
مری بگڑی ہوئی اُس نے بنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احساں مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اتارے
ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے
نہ اُن سے رک سکے مقصد ہمارے
بھنس ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تیری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
حریفوں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر
خدا نے اُن کی عظمت سب اڑا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اُس نے ہر اک عزت بنا دی
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی
مجھے ہر قسم سے اُس نے عطا دی
سعادت دی ارادت دی وفا دی
ہر اک آزار سے مجھکو شفا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا دی
محبت غیر کی دل سے ہٹا دی
خدا جانے کہ دل کو کیا سنا دی
دوا دی اور غذا دی اور رضا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے کب خواب میں بھی تھی یہ اُمید
کہ ہوگا میرے پر یہ فضل جاوید
ملی یوسف کی عزت لیک بتقلید
نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید
مراد آئی گئی سب نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری رحمت عجب ہے اے مرے یار
ترے فضلوں سے میرا گھر ہے گلزار
غریقوں کو کرے اکدم میں تو پار
جو ہو نومید تجھ سے ہے وہ مردار
وہ ہو آوارۂ ہر دشت و وادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہوئے ہم تیرے اے قادر توانا
ترے در کے ہوئے اور تجھکو مانا
ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا
مصیبت سے ہمیں ہر دم بچانا
کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

تو پھر ہے کس قدر اسکو سہارا
کہ جسکا تو ہی ہے سب سے پیارا
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

میں کیونکر گن سکوں تیری عنایات
ترے فضلوں سے پُر ہیں میرے ذرات
مری خاطر دکھائیں تونے آیات
ترحم سے مری سن لی ہر اک بات
کرم سے تیرے دشمن ہوگئے مات
عطا کیں تونے سب میری مرادات
پڑا پیچھے مرے جو غول بد ذات
پڑیں آخر خود اُس موذی پہ آفات
ہوا انجام سب کا نامرادی ؍؍ ؍؍ ؍؍
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بنائی تونے پیارے میری ہر بات
دکھائے تونے احساں اپنے دن رات
ہر اک میداں میں دیں تونے فتوحات
بد اندیشوں کو تونے کر دیا مات
ہر اک بگڑی ہوئی تونے بنادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری نصرت سے اب دشمن نژند ہے
ہر اک جا میں ہماری لو بلند ہے
ہر اک بدخواہ اب کیوں روسیہ ہے
کہ وہ مثل خسوف مہر و مہ ہے
سیاہی چاند کی منہ نے دکھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ترے فضلوں سے جاں بستاں سرا ہے
ترے نوروں سے دل شمس الضحیٰ ہے
اگر اندھوں کو انکار و ابا ہے
وہ کیا جانیں کہ اس سینہ میں کیا ہے
کہیں جو کچھ کہیں سر پر خدا ہے
پھر آخر ایک دن روز جزا ہے
بدی کا پھل بدی اور نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا
تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی آرام جاں اور دل کو بھایا
وہی جسکو کہیں رب البرایا
ہوا ظاہر وہ مجھپر بالایادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے اُس یار سے پیوند جاں ہے
وہی جنت وہی دارالاماں ہے
بیاں اُسکا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کا تو اک دریا رواں ہے
یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تہی اُس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمار فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے
یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ترے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھکو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کسکو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی
فسبحان الذی

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اُسکو پاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مُردے جلاوے
ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے
چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے
غریق عشق وہ موتی اُٹھاوے
وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے
خودی اور خود روی کب اُسکو بھاوے
مجھے تونے یہ دولت اے خدا دی
فسبحان الذی

کہاں تک حرص و شوق مال فانی
اٹھو ڈھونڈو متاع آسمانی
کہاں تک جوش آمال و امانی
یہ سوسو حجب ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیونکر ملے وہ یار جانی
کہاں غربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فکر ملک جاودانی
یہ ملک و مال جھوٹی ہے کہانی

بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی
مگر دل میں یہی تم نے ہے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی
ذرا سوچو یہی ہے زندگانی
خدا نے اپنی رہ مجھکو بتا دی
فسبحان الذی

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت
کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولا نے بتا دی
فسبحان الذی

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسول حق کو مٹی میں سلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کر کے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انھیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا
کہ سوچو عزت خیر البرایا
تمہیں یہ رہ خدا نے خود بتا دی
فسبحان الذی

کوئی مردوں میں کیونکر راہ پاوے
مرے تب بیگماں مردوں میں جاوے
خدا عیسیٰ کو کیوں مردوں سے لاوے
وہ کیوں خود مہر ختمیت مٹاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے
کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے
تمہیں کس نے یہ تعلیم غلط دی
فسبحان الذی

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معما کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دیدیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی
فسبحان الذی

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھکو پایا

# ندوۃ العلما کی طرف خط

میرے پیارے بھائی یعقوب - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -
ندوۃ العلما کے ناظم معین منشی غلام حسین عارف صاحب کیطرف سے ہمارے پاس ایک اعلان پہونچا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اب کے دسمبر میں یہ گروہ کلکتہ میں فراہم ہوگا - اسمیں مختصرًا ندوہ کی غرضیں بھی لکھی ہیں - اور ایک خط بھی آیا ہے جسمیں چاہا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح موعود علیہ السلام آنیوالے اجلاس میں شریک ہوں - میں آپ کے قابل قدر اخبار کیوساطت سے جناب ناظم معین صاحب اور اُن کے ذریعہ اور تقریبے ندوہ کے حامیوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اُمید ہے کہ آپ کا محسن القوم جریدہ میری چند سطروں کو اپنے اندر جگہ دیکر مجھے شکر گذار بنائے گا ندوۃ العلما ہو یا خطرناک اخراجات کا بوجھ قوم پر ڈالنے والی ایجوکیشنل کونفرنس یا کوئی انجمن ہو افراد ہوں یا مجموعے ہوں جن لوگوں کو قوم کی ترقی اور اصلاح کی دھن لگی ہوئی ہے اور سچی گدازش اور قوم کی پستی کے احساس نے اُنہیں بیقرار کر رکھا ہے اُنہیں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ وہ کس قوم کی اصلاح کے درپے ہیں.

اور وہ کونسا تاگا ہے جو اس سے نکل گیا ہے جس سے اُسکا شیرازہ واہو گیا اور سارا تانا بانا اُدھڑ گیا ہے - اور یہ قوم کبھی اوج عروج پر تھی تو کن مضبوط چٹانوں پر اسکا پیر جم گیا تھا اور کیا کلید تھی جو اسکے ہاتھ آگئی تھی جس سے قدرت کے مدفون دفینوں کے قفل کھول لیے تھے - اور پھر اس امر میں پاکدل سے غور کرنی چاہیئے کہ آیا اس قوم کے مدرسۃ الفلاح میں یورپ کا تعلیمی کورس بالذات کار آمد ہے ؟ -

مسلمان ایک قوم ہیں جنکے لیے سب سے پہلے یہ کوشش کی گئی کہ ابراہیمی قبلہ کو پہچانیں - اس کے لیے قوم کے بنانے والے نے عجیب عجیب تدابیر اور کار روائیاں کیں - ایک کنکریلے بیابان میں جہاں مختلف رنگوں کے پتھر تھے اُس نے بڑی صاف اور سیدھی سڑک بنانے کا ارادہ کیا -

تیرہ برس تک اُسے مخالفت روکونکے ہٹانے میں لگے - اُن جلیل القدر رزولوشنوں کو غور سے پڑھو جو مکی اجلاسوں میں پیش اور پاس ہوئے - کسی میں یہ ہے کہ اللہ باطلہ اُٹھا دیئے جائیں یہ انسانی ترقی کی راہ میں روک ہیں - اور پیش ہو کر بالاتفاق سے پاس ہوا کہ ایک ہستی کی پرستش ہو جو تمام محامد عالیہ اور اسماء حسنیٰ کی جامع اور تمام نقائص اور رذائل اور عیوب سے پاک ہے - تمام تعلقات سے بڑھ کر اُس سے تعلق پیدا کیا جائے تمام اندرونی اور بیرونی قوی اور اعضا حنیفیت کے رنگ میں رنگین ہو کر اسکی حضور میں جھک جائیں - کسی رزولوشن کا مفہوم ہے کہ حرامکاری - حرام خواری ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فواحش اور بد عہدی اور غداری اور بغاوت اور چوری اور فساد کی راہیں انسان کو تباہ کرنیوالی چیزیں ہیں انکا انسداد کیا جائے - کسی رزولوشن کا یہ مقصد ہے کہ نصرانیت کو حق کے پانے اور سچی فلاح اور صلاح کی حاصل کرنے میں خطرناک روک ہے اسکا مسئلہ ولد خدا ہونے کا اور اس کا کفارہ اور تثلیث ایسے ہولناک اور خشیہ مفاسد ہیں کہ آسمان اس سے پھٹ جائیں

اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ چور چور ہو کر گر پڑیں - اور اسکی تعلیم اور اُسکے نتائج تمام نبیوں کی تعلیم اور سارے راستبازوں کی سیرت میں اس عمل سے راہ صاف کیا جائے - کسی میں مذکور ہے کہ اس اعتقاد کو کہ خدا انسان سے کلام نہیں کرتا اور اُسپر اپنا زندہ نور بخش اور تازہ بتازہ نشان دینے والا کلام نازل نہیں کرتا اور انسان کی روح میں اپنے وصال کی فطری تڑپ پیدا کر کے بھی کبھی ایسی عادت نہیں کہتا کہ اُس کے آگے منہ سے نقاب اُٹھائے اور انسان آسمان کے نور کی تائید اور فوق العادت کھڑکیوں کے کھلنے کے بغیر اپنی مادی تلاش اور محدود قوی سے کریدکرید کر مصنوعات میں سے آخر صانع کا کھوج لگا لیتا ہے - غرض بڑے زور سے یہ رزولوشن پاس ہوتا ہے کہ اس ناپاک برہمو پنے کی بیخکنی کی جائے - اور کہیں بڑی قوت اور پورے زور سے یہ طے ہوتا ہے کہ ابراہیم کے طریق اور ملت کو اختیار کیا جائے اس لیے کہ آغاز عالم سے سارے راستبازوں اور منعم علیہم کی وہی راہ ہے - اُسی پر اسمٰعیل - اسحاق یعقوب - یوسف - موسیٰ داوٗد - سلیمان اور تمام برگزیدہ لوگ چلکر کامیاب ہوئے غرض قوم بنانے کے لیے اور اس راہ کی روکوں کو دور کرنے کے لیے یہ تدبیریں تھیں جو اس جہان کی انجمن کے احکم الحاکمین پریزیڈنٹ کو سوجھیں اور بنی آدم کے سچے خیر خواہ اور کامل مصلح محمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ عمل میں آئیں -

تیرہ برس تک تو بظاہر یہ رزولوشن تصویروں کے رنگ اور روزن میں تھی مگر آگے چلکر ایک اور میدان (مدینہ) میں انپر عملدرآمد شروع ہوا - باطل معبودوں اور ہاتھوں کی کاریگریوں کے پرستار اور مددگار کاٹ ڈالے گئے - ناپاک یہودیت جو ہر ایک تازہ راستی کو بدعت سمجھتی اور اصلاح کے موجدوں اور راستبازی کے ناصروں کی جانی دشمن تھی تباہ کر دی گئی اور اصلاح اور ترقی کی نئی بنائی ہوئی مملکت کے آس پاس

اُس منحوس وجود کے خار و خس کو صاف کر دیا گیا اور سب سے آخری اور سب سے زیادہ مفید کام جس سے حقیقی ترقی اور فلاح کے چشمے بہ نکلے یہ کیا گیا کہ بیت اللہ کو تمام ناراستیوں اور بطلانوں کے رپریزنٹیٹوز (مظاہر و مجالی) سے جو اگرچہ گنتی میں تین سو ساٹھ تھے مگر قیامت تک کے نئے نئے پیدا ہونے والے جھوٹے مذہبوں اور مشربوں اور سکولوں اور تھیوریوں کے جامع اور جڑ تھے پاک اور خالی کیا۔

یہ ساری کارروائیاں درحقیقت مبادی تھیں اور انسانی فطرتوں کے تیار کرنے اور ایک بڑے مقصد کے حاصل کرنے کے قابل اُنہیں بنانے کے لیے ایک بڑے کاری مسہل کے قائم مقام تھیں اس کے بعد وہ قوانین اور قواعد شروع ہوئے جنہوں نے اُس کس مپرس اور متفرق اور اُمی قوم کو تہذیب اور تمدن اور سیاست کے ثمرات سے برخوردار کیا۔ اور اُن تمام عقائد اور ایمانیات کو جو سراسر او جنید قلب سے تعلق رکھتے تھے عملی رنگ میں ظاہر کیا۔ پانچوقت کی نمازوں کی پابندی کرائی گئی جس سے حقوق الٰہی کی پوری علمی اور عملی حفاظت ہو گئی۔ پھر زکوٰۃ کا حکم دیا گیا اور ہر قسم کے صدقات و خیرات کا امر ہوا جن سے حقوق عباد کی رعایت مرعی رکھی گئی۔ اس کونسٹرکشن کے بعد ایک اور ڈسٹرکشن شروع ہوا جو اُس پہلے ڈسٹرکشن سے کسیطرح کم نہ تھا۔ یہ مقابلہ اور مجادلہ تھا اُن ڈاکوؤں کے ساتھ جو نظام سوسائٹی کو کسی زمانہ میں آرام اور ضبط سے قائم رہنے نہیں دیتے۔ یعنی مے خوری اور قمار بازی کی ممانعت کی گئی۔ ان دو اخلاقی عیبوں کو صلاح کاری اور تقویٰ اور طہارت اور امن عامہ کا سخت دشمن سمجھا گیا اس لیے ضروری ہوا کہ اس تازہ قوم کو جو سارے جہان کے لیے قیامت تک نمونہ ٹھہرنے والے تھے اُن عیوب سے پاک کیا جائے۔

ان تمام باتوں میں غور کرنے کے بعد اصول سیاست مدن کے بڑے سے بڑے واقف کو بھی شرح صدر سے اس امر کا سمجھانا ممکن ہے کہ کیونکر ایک شخص اُس حیثیت کا جو ہمارے ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی ایسے وقت اور ایسی قوم میں ایسا کامیاب ہوا کہ جس کامیابی کی نظیر آغاز آفرینش سے اب تک کسی مصلح کی تاریخ اور سوانح میں پائی نہیں جاتی۔ ایک مادی یورپین کسی ایک شاخ علم میں ماہر کیوں نہ ہو جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائف میں ان حیرت انگیز کارروائیوں اور انقلاب انگیزیوں کو پڑھتا اور پاتا ہے اور اگر مردم خوار متعصب نہ ہو تو فیاضی سے آپکو بڑا مدبر اور عقلمند اور مصلح قوم مان لیتا ہے اور حقیقت میں اُسپر کیا موقوف ہے سپرٹ آف اسلام کا معتزلی مصنف اور علیگڑھ سکول کا بانی بھی اس سے زیادہ نہ کہہ سکتا اور نہ سمجھ سکتا ہے اس لیے کہ خدا کے صاف اور صریح تکلیم اور انسانی قوٰی سے بڑھ کر اور خارج وحی اور آواز پر اُن کا یقین نہیں۔ مگر حقیقۃ الامر یہ ہے کہ قوم کے بنانے کے لیے اور پھر ایسی قوم کو اسطرح بنانے کے لیے جیسے کہ وہ بنگئے مادی اور زمینی عقل اور انسانی تدبیریں اور حیلے اور جوڑ توڑ کام نہیں دے سکتے۔ قوانین اور قواعد کا دینا اور بات ہے اور اُنپر عملدرآمد کرا دینا اور بات۔ اور جب یہ دیکھا جائے کہ کن مالوف اور معتاد باتوں سے چھڑایا گیا۔ شراب خوری۔ قمار بازی اور عیاشی اور بے باک اور آزاد زندگی اور ہر قسم کی بدکاری حتی بدنظری جو برسوں سے شیر مادر کیطرح لوگوں کی محبوب و مطلوب تھی اُن سے روکا گیا اور پانچ نمازوں کی پابندی۔ اور روزوں کی پابندی۔ اور عضو عضو پر تقویٰ اور عصمت اور طہارت کی قید لگا دی گئی۔ تمام اخلاقوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کو جو جنگجو قوموں کا دل پسند مشغلہ ہوا کرتی ہیں دور کرنے کا حکم دیکر پرزور الفاظ میں تاکید ہوئی واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الخ۔ غرض ان باتوں کو دیکھ کر عقل کرید کرید کر بیکار ہو جاتی ہے اور کبھی حکم نہیں لگا سکتی کہ یہ کام کسی انسان محض کا ہے۔ یعنی یہ کام ایسے انسان سے پورا ہو سکتا ہے جو اپنی سوچ بچار اور جوڑ توڑ اور منصوبوں کے سہارے سے اُٹھتا بیٹھتا ہے۔ پاک اور صاف عقل اس اعتراف پر مجبور ہو جاتی ہے کہ خدائے مقتدر کی تائید اور سماوی نصرتوں کے بغیر اتنی بڑی تبدیل اور انقلاب ممکن نہیں۔ ایسی اصلاح اور تبدیل ایسی انسان کا کام ہے جو پرلے درجہ کی قدسی قوت رکھتا ہو۔ اُسکی جان ساری دنیا سے زیادہ مزکی اور مطہر ہو۔ ایک طرف ساری آلائشوں اور کدورتوں اور زنگوں سے جو دنیوی علائق اور آلودگیوں کا لازمی نتیجہ ہیں پاک ہو کر اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچا اور دائمی اور وفادارانہ پیوند رکھتا ہو اور دوسری طرف مخلوق کے ساتھ اُنکی صلاح و فلاح کے لیے بے ریا اور بے غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو۔ یعنی اُس کی دونوں جہتیں پوری درست اور ہر ایک قسم کے رخنہ سے محفوظ ہوں۔ انسان کامل ہو اور اہل زمین کے مصالح اور مفاد سے سچی دلچسپی رکھتا ہو اور آسمانی تعلق اور الٰہی قرب سے کامل حصہ رکھتا ہو۔ ممکن ہے کہ آج کل کے خشک لفاظ جو آسمان سے قطع تعلق کرکے زمین کے کیڑے بنگئے اور اپنے ہی منصوبوں پر ہر ایک قسم کی قومی ترقی موقوف سمجھتے ہیں اور ہر امر کے لیے یورپ کا اسوہ اور نمونہ چاہتے ہیں اس بات کو استعجاب یا استخفاف کی نگہ سے دیکھیں۔ مگر بات اسی طرح ہے اور عنقریب تبین الصبح المؤد بین دکھا دیگا کہ حق اور حکمت وہی

اس حکمت پر مبنی ہے کہ سچا اور حاویٔ علمی معجزہ جو علوم کی گھمسان لڑائی میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ یہی نشان ہیں جو غیبی مقتدرانہ پیشگوئیوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ علوم و فنون کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقی کا زمانہ اس سے بہتر کوئی فوق العادۃ چیز نہیں پا سکتا کہ جس کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔ انجیل کیوں ایک تنکے کی طرح علوم جدیدہ کی رَو کے آگے بہ نکلی اور اُسکا سارا شیرازہ کھل گیا اور کیوں ہندوؤں کا مذہب آج بازیچۂ طفلاں بنگیا اسی لیے کہ اس اصل الذکر کی کتاب نے ایسے معجزات پر اپنے صدق کا مدار رکھا جس سے بڑھ کر آج یورپ دکھا رہا ہے اور وہ مادی سطح اور انسانی وسعت کے دائرہ سے اوپر اور باہر نہیں اور ہندو مذہب کا سارا دار و مدار افسانوں اور کہانیوں پر ہے جو علم اور فضل کی روشنی کے مقابل پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اقتداری پیشگوئیاں جو عظیم الشان غیب پر مشتمل ہوتی ہیں حقیقی معجزات ہیں جنکی مثل لانے پر بشر محض کبھی قادر نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا کوئی ذریعہ اس پُر حجاب جہان میں نہیں جس سے خدا کی ہستی اور کامل صفات پر ایمان آ سکے۔ خدا تعالیٰ کا کامل تصرف اور تدبیر اور تقلیب اور ذرات کائنات کو اپنی مشیت اور ارادہ کے موافق تصریف و تصرف میں رکھنا اور اُسکا صفت تکلم اور سمع اور بصر اور بندوں کے ساتھ تعلق کی صفت سے موصوف ہونا غرض خدا تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کبھی حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اقتداری پیشگوئیاں سامنے نہ کی جائیں اور پھر وقتوں پر حسب مصالح الٰہیہ پوری نہوں۔ گناہ سوز فطرت جو حرامکاریوں اور بیباکیوں اور گستاخیوں اور رندیوں اور قلاشیوں اور عیاشیوں اور اباحتی چالوں کی زندگی پر موت وارد کردے کبھی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا کی غیرت پر اور اُسکی حرامکاروں کو بھسم کر دینے والی آگ پر سچا ایمان نہ ہو۔ اور دل بول اُٹھے کہ وہ زندہ اور غیور خدا ہے اور اُسکا غضب مجرموں اور عاصیوں کے حق میں تیز دو دھاری تلوار ہے اور یہ ایمان مل نہیں سکتا جب تک اُسکے وجود اور قائم اور قیوم اور حی مقتدر ہونے کا یقین نہ آ جائے اور اسکے لیے وہی ذریعہ اقتداری پیشگوئی ہے توریت نے یہی نشان تو یہی بتایا تھا کہ سچا نبی وہ ہوگا جسکے منہ کی باتیں سچی نکلیں گی۔ اور قرآن حکیم نے توحیت کا مدار بالکل ان ہی آیات پر رکھا ہے۔

غرض نفسوں اور خواہشوں کے خلاف ایک تعلیم کا سنا دینا اور اُسپر عمل کرا دینا اور ہزاروں ناپاک عیبوں اور رہزنوں اور کینہ وروں کا راہ سے صاف کر دینا آسان بات نہیں۔ کیسی صاف بات ہے کہ اصل مقصود تو خدا کی کتاب کا وہ اخلاقی تعلیم تھی جسپر انسان کی صلاح و فلاح کا دار و مدار ہے پھر غیب کی قادرانہ پیشگوئیاں کرنا اور اپنے مخالفوں کی ہلاکت اور اپنی نصرت کی ہمیشہ خبر دینا اور اپنی چال اور اُسپر ضروری نصرت اور تائید آسمانی کے مترتب ہونے کی شہادت کے لیے دوسرے منعم علیہم گروہ یعنی نبیوں کی سیرت اور کامیابی کو پیش کرنا جیساکہ کتاب اللہ ان واقعات سے بھری ہوئی ہے اسکا مطلب کیا ہے۔ بات یہی ہے کہ انسان کی فطرت بغیر انذار اور تبشیر کے کسی کام کے کرنے یا اُس سے ہٹنے کیطرف مائل نہیں ہو سکتی یہ ایک ایسا تقاضا ہے جو خالق فطرت نے انسان کی جبلت میں رکھدیا ہے۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لیے بہت زیادہ حصہ خدا کی حکیم کتاب کا منصوبہ و مؤید نبیوں کے قصص اور مقتدرانہ پیشگوئیوں سے بھرا ہوا ہے جن سطحی خیال کے فیلسوفوں نے پہلے زمانوں میں اور اُن کی کورانہ تقلید سے حال کے لوگوں نے معجزات سے انکار کیا ہے انہوں نے خدا کے کلام کی اس پر حکمت نظام میں غور نہیں کی۔ اور سخت نادانی اور دلیری سے کہدیا کہ قرآن کریم میں نہ تو کوئی معجزہ ہے اور نہ کوئی غیب کی پیشگوئی ہے۔ اور زیادہ تر افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ اگلی مردہ اور بے برکت کتابوں اور قرآن میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں بتا سکے۔ مجرد تعلیم پر تو وہ ناز نہیں کر سکتے تھے اس لیے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ اخلاقی تعلیم کے متفرق اجزا لا معلوم قدامت کے صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ انسان کی سطح سے بالاتر ہونے اور آسمانی ہونے کے ایک ہی قطعی دلیل تھی اقتداری پیشگوئی جو علوم غیب پر مشتمل ہو اُسکا انہوں نے انکار کر دیا۔ ایک ظالم نے یہاں تک لکھدیا کہ الٓمّٓ غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین میں کوئی پیشگوئی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پارسی اور رومی طاقتوں کی قوت کا اندازہ کر کے پولیٹیشنوں کیسی اٹکل سے یہ بات کہدی۔ کاش وہ ستمگر قرآن کریم کے الفاظ میں غور کرتا (اسپر دیکھو ہمارا مضمون الحکم قرآن کریم کی پیشگوئیوں کی حقیقت پر نمبر ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں)

غرض یہی سچے معجزات ہیں جنپر عقل کا، سائنس کا اور قانون قدرت کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا اور یہی ذریعے ہیں جن سے انسان گناہوں کی ناپاک زندگی سے نکل کر خدا تعالیٰ کے ساتھ ایمان کی پاک زندگی کے زیور سے آراستہ ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تدریجی تعلیم سے

اور ان مقتدر ہتھیاروں کے استعمال سے ایک قوم بنائی جو تین صدیوں تک صراط مستقیم پر رہی اور آخر قانون قدرت کے مقتضاء سے طبعی طور پر انقلاب آیا۔ پہلے مذہب اور اخلاق میں پھر لازماً حکومت اور سیاست میں خوفناک تغیر پیدا ہوا اور آج یہ حال ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں اور اب **علیگڈھ سکول** اور **ندوہ** کوشش کرتے ہیں کہ اسکی وہی صورت و شکل بنا دیں جو پہلے تھی۔ مگر خدا کے لیے ان سکولوں کے انصار اور مویدین غور کریں کہ کیا وہ ان ہی پگڈنڈیوں پر قدم مار رہے ہیں جنپر اس قوم کے پہلے بانی نے مارا۔ اور ان کے ہاتھوں میں وہ ذریعے اور ہتھیار ہیں جنکی ترغیب و ترہیب سے قوم کو اُس تعلیم پر مجبور یا مائل کردیں جسے وہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ یہ تو مسلم بات ہے اور اس کے ثبوت میں دلائل لانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کی تباہی حد سے نکل گئی ہے اور اب پھر یہ اُسی آگ کے گڑھے کے کنارہ پر کھڑے ہوگئے ہیں جس سے ایک مبارک اور مقدس ہاتھ نے انھیں پہلے چھڑایا تھا۔ وہی اختلاف۔ وہی نزاعیں اور وہی مقابلے ہوا بالکل نکل چکی ہے۔ ایمان اور مذہب اور عصبیت جو ایک ہی روح رواں اور نسیم ان میں تھا وہ بھی ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ وہی عیاشی اور فسق و فجور۔ شرابخوری۔ قمار بازی اور کاہلی ہمیں آگئی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی عظمت۔ قرآن کی عزت اور خود خدا تعالے کی جبروت اور وقعت دلوں سے اُٹھ گئی ہے ان باتوں کی تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دل سے یا زبان سے بولنے والے سب کے سب وہ عیوب بیان کرتے ہیں جو فی الواقع ہیں اور اُس قوم میں پیدا ہو جاتے ہیں جو خدا کی حجت نیرہ

کے ہوتے ہوئے اُس کے خلاف چلنے سے خدا کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ ایجوکیشنل کانفرنس نے بڑی کامیابی حاصل کرلی سیکڑوں نہیں ہزاروں کو بی اے ایم اے بنا لیا۔ ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنا لیا۔ اور اُسکی خواہش اور دلی آرزو کے موافق قوم نیم یورپین بھی بنگئی اس لیے کہ پورے یورپین بنجانے سے تو وہ بھی [illegible] اور پھر بابا تو سرے سے مدت ہوئی جنازہ بھی پڑھ چکے تھے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ اُمید کرتے ہیں اور ایسی اُمید کرنے کے وجوہ اُن کے پاس ہیں کہ وہ وہ قوم بنائیں گے جسکے بنانے کے لیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے اور اُسکے لیے وہ تدابیر اختیار کی گئیں جو اوپر ذکر ہو چکی ہیں۔ اُس قوم کو یا قوموں کو مسلمانوں کے لیے اُسوہ قرار دینا اور رات دن اُن ہی کی باتوں اور شغلوں کو اُن کی آنکھوں کے سامنے مزین کرنا جنکی نگاہ زمین کے سطح تک محدود و مقصور ہے اور مادی لذت اور عیش اور بطن اور فرج کی شہوتوں کے دائرہ سے اُنکی ہمت باہر نہیں جاتی اور آسمان کیطرف کبھی نظر اُٹھا کر نہیں دیکھتے سراسر غلطی ہے مسلمانوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں اور ان مادہ پرست قوموں کی غائت نظر یہ ہے **ان ھی الا حیوتنا الدنیا نموت و نحیا وما نحن بمبعوثین**۔ انکی راتدن کی کوشش ان کے صنائع۔ انکی ملک گیری کے منصوبے اور کارروائیاں سب سے اصل غرض یہی ہے کہ رذیل اور سفلہ خواہشیں پوری ہوں۔ اگرچہ لوگ ہمیں ایسے بھی ہیں جو ملک گیری اور صنائع کے مشغلوں میں مبتلا لوگوں سے ذرا اونچا قدم اُٹھاتے اور وہ کہلاتے ہیں کہ وہ آسمانی زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ بدقسمتی سے ایک مردہ انسان کی خدائی پر گواہی دیے بیٹھے ہیں۔ بڑا زور دیا جارہا ہے نامی ایجوکیشن پر اور کیا کچھ اسکی خاطر

کیا جارہا ہے۔ بہت خوب اس کی ضرورت بھی اور واقعی ضرورت ہے مگر کیا یہ حق نہیں کہ ایکطرف سے بالکل ذہول ہوگیا ہے یا دانستہ یا اضطراراً پہلو تہی کیا گیا ہے۔ ان مجلسوں نے سب سے پہلے اس اصل کو ضروری سمجھا ہے اور اُسپر ایسا قوی ایمان رکھتے ہیں جیسا راستباز خدا کے کلام پر کہ کسی کے ذاتی افعال سے تعرض نہ ہو۔ شرائع [illegible] کی پابندی صوم و صلوۃ کا التزام۔ فسق و فجور سے اجتناب تقوی و طہارت اور تعظیم شعائر اللہ کو اختیار کرنا مجالسوں اور کانفرنسوں میں ان باتوں کا ذکر حرام ہے۔ جسمیں [illegible] اور قالیوں کا اجتماع ایک مکان میں ہو اور ضرور ہو کہ مومنین خواہ کیسے ہی مختلف درجہ اور نوع کے میلان اور جذبات ہوں۔ ایک بیباک زناکار ایک رند و نوشن پیش کرے اور دوسرا آب آتشیں سے مست ہوا ہوا خواہ اُسوقت اُس کے منہ سے نجاست کی بدبو آتی ہو اور پاؤں مرکز پر ٹھہر نہ سکتے ہوں اُسکی تائید کردے ایک ایسا شخص جو اسلام کی سچائی اور پابندی سے کوئی نسبت نہ رکھتا ہو۔ مادی خیال کا آدمی ہو۔ دہریہ ہو کوئی ہو نام ہو مسلمانوں کا سا وہ مجلس کا صدر بنجائے شرط یہ ہے کہ کلب من کلاب الدنیا ضرور ہو اور جیفہ دنیا سے اُسے کافی حصہ ملا ہوا ہو۔ میں پوچھتا ہوں اور ہر خدا ترس حق پرست کے دل میں ضرور یہ سوال پیدا ہونا چاہیے کہ کیا اس قوم کا آغاز اور ابتدا ایسے ہی بانیوں اور مقدسوں اور مؤیدوں اور ناصروں سے ہوئی ہے۔ اور کیا یہ طریق فلاح و صلاح کے ہیں جو اب اختیار کیے گئے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ضروری بات جو مدار ہے تمام کامیابیونکی اتفاق اور وحدت ہے۔ اُس کا اتنک کوئی وجود نہیں اور نہ اُس کے اشراط و آثار پائے

جاتے ہیں۔ **ندوۃ العلما** بھی خدا کیلیے غور کرے کہ کیا اُسکا پاؤں بھی اُن ہی آثار پر پڑتا ہے جو ایجوکیشنل کانفرنس یا علیگڈھ اسکول کے رہرو زمین پر لگا گئے ہیں یا اس بزرگ انجمن نے کوئی اور راہ اختیار کی ہے۔ اور اگر کوئی اور راہ ہے تو وہ کیا ہے۔ میں انکو اور تمام سچے مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں اُس **اعلان** کے مقصد سوم و چہارم و پنجم و ششم کیطرف جو ندوۃ العلما کیطرف سے ۱۴ر نومبر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا۔ مقصد سوم ندوہ کی عبارت یہ ہے۔ "اخلاق نبوی کی کامل تعلیم و تربیت کی جائے جس سے ہماری اطوار اور چال چلن درست ہوں آپس کی پھوٹ کی جگہ قوت متفقہ سے کام لیا جائے۔" (۴) "فروعی اور جزئی اختلاف جس نے اسلام کی مضبوط اور مستحکم عمارت کی جڑ کھوکھلی کر دی مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے" (۵) احقاق حق اور ابطال باطل نہایت نرمی اور سہولت سے کیا جائے فتنہ اور فساد کی نوبت نہ آئے۔" (۶) "وہ خطہ جہاں اسلام کا نور دھندلا سا پڑا ہوا ہے اور جہاں اسلام کی حقیقت اور حقانیت سے لوگوں کے دماغ ابتک منور نہیں ہوئے وہاں دکھایا جائے کہ اسلام کیا ہے اور اُس کے فیوض و برکات کیا ہیں۔"

کیا یہ باتیں اور یہ مقاصد سرسبز ہو سکتے ہیں اُن تجویزوں سے۔ اور ان خود تراشیدہ منصوبوں سے جو اختیار کیے گئے ہیں۔ اخلاق نبوی کس ذریعہ اور اسوہ سے سکھائے جائیں۔ کون مرد مزکی اور مطہر اور صاحب قوت قدسیہ اور صاحب نشان و علامات ہے جو اُن اخلاق کو سکھائے۔ کیا ممکن ہے کہ اُن اخلاق سے متخلق ہوے بغیر اور اُن صفات کاملہ سے متصف ہوے بدون کوئی دوسروں کے تزکیہ اور تعلیم کا متکفل ہو سکے۔ اخلاق میں وہ سب شعبے داخل ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں دکھائے گئے اور جو قوم بننے کیلیے ضروری اور بنیادی پتھر تھے۔ اور جیسا ہم بیان کر چکے ہیں آپکو علمی اور عملی رنگ میں خدائے حکیم نے وہی اخلاق اور صفات بخشے جو اس جہان کے انتظام اور اصلاح کے ضروری اور دوسرے عالم کی تیاری اور اہلیت کے حاصل کرنیکے لیے موزوں اور مناسب تھے۔ اب بڑا سوال یہ ہے کہ ندوہ کنکو یا کسکو پیش کرتا ہے جو محمدیت کے بروز اور مظہر ہونے کا مدعی ہے۔ اور اگر یہ اصطلاح گراں معلوم ہو تو یوں ہی کہ آپکا سچا خلیفہ کونسا ہے جسے پیش نظر رکھکر ندوہ کو امید دلائی گئی ہے کہ وہ مقصد اُس سے حاصل ہو جائے گا۔ فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مٹائی جائیں۔ یہ کیونکر اور کس ذریعہ سے یا کس کے ذریعہ سے۔ کیا کوئی ایسی پُر رعب مگر دلکش آواز رکھتا ہے جو قوم کے خطرناک جھگڑے و دشمنیں بہت جلد دور اگر زور سے کہے

**أرالی الجاهلین وتافیکم**

اور اس آواز کے سنتے ہی سب جوش سرد پڑ جائیں اور تلواریں میانوں میں کر لی جائیں اور منافرت اور مباغضت معانقہ اور مصافحہ سے بدل جائے۔ عادت اللہ نے دکھایا ہے کہ ایک وجود مفترض الطاعت اور مطاع باذن اللہ کے سوا کبھی اُس آگ پر پانی نہیں پڑا جسنے کبھی ہزاروں خاندانوں کو راکھ کر ڈالا تھا اور اب پھر ہماری قوم کے خرمن میں لگ رہی ہے۔ بہتوں نے منہ کی پھونکوں سے اور بعضوں نے آستینوں سے اُس آگ کو بجھانا چاہا مگر خدا کا قانون قدرت کسی کیلیے کیونکر بدلجاتا۔ وہ کیونکر بجھتی جب تک آسمانی پانی اُسپر نہ پڑتا جسکی قطرہ آتش کشی کے لیے بنائی گئی ہے اور جسکے برسنے کے بعد سچی اور صاف آواز آتی ہے و **کنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها**۔ اور **فاصبحتم بنعمته اخوانا**۔ یاد رکھو اگر آج زہر وہی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر وہی مفاسد اور عیوب قوم میں پیدا ہو گئے ہیں جو اُسوقت تھے جبکہ پاک اور مقدس ہادی (صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوا تو آج بھی پھر اُسی کے دوبارہ آنیکی ضرورت ہے۔ پھر اُسی سلسلہ کی ضرورت ہے جو اُسوقت اصلاح قوم کیلیے قائم ہوا اور جس نے اپنی عملی کامیابی پر مہر لگا دی۔ عجیب بات ہے اور ہمارے علما پر اور بھی تعجب ہے کہ وہ کیوں اس سہل بات کو نہیں سوچتے کہ اتنا تو سب تسلیم کر چکے ہیں کہ اُسی جاہلیت نے پھر دوبارہ دنیا میں سر نکالا ہے مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح انسانوں کے ڈھیر جمع ہوے ہیں مگر روح نہیں۔ خدا تعالی پر وہ ایمان نہیں۔ وہ راستی اور تقوی طہارت نہیں۔ وہ شریعت حقہ کی پابندی نہیں۔ بے باکی۔ اباحت۔ دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر وبا ہو رہا ہے پھر باوجود ہبات کے تسلیم کرنے کے اور مرض مشخص ہو جانیکے اُلٹا علاج کیوں کیا جاتا ہے۔ کیوں اُسی پہلے نسخہ کیطرف توجہ نہیں کیجاتی۔

اور اگر یہ مقصود ہے اس اختلاف کو مٹانے سے کہ سب لوگ نفاق اور مداہنہ سے زندگی بسر کریں اور عقائد اور ایمانیات کی عصبیت اور جوش کی گردن ماریں۔ ایک محمود آباد کا راجہ سینہ میں خدا کے قدوسیوں کا بغض اور عداوت اور جوش تبرا لیکر ندوہ کا پریزیڈنٹ ہو اور وہاں اُن قدوسیوں کے ذکر سے زبان آشنا نہ ہو تو کامیابی معلوم۔ بڑی غلطی ہے یورپ کی نظیر کو پیش کرنا۔ اُن لوگوں کا معاملہ اور ہے اور تمہارا معاملہ جنکو روشن کتاب اور باہرہ حجت دی گئی اور ہے تم اُس کتاب کے اصول کو قائم کرنے اور نبی کریم کی سچی عزت کو بحال کرنے کی بغیر کبھی سرسبز نہ ہو سکو گے۔ ان بہرویوں اور نقالیوں سے یقیناً خدا کا غضب اور بھڑکے گا۔ سب سے پہلے مداہنہ کی تدبیر پر عمل کرنیکا میلان اُس شخص میں پیدا ہونا چاہیے تھا اور تمہارے عملی زعم کے موافق اُسے ضروری تھا جسکو غیور خدا نے کہا **ودوا لو تدهن فيدهنون**۔ جب ندوہ کے اس عالمانہ فقرہ کا مطلب سمجھ نہیں سکا کہ "فروعی اور جزئی اختلاف کو مہذب الفاظ اور مہذب پیرایہ میں ظاہر کیا جائے"۔ مسلمانوں کے عقائد اور مذہب اور ایمان کی دلوں میں لگی ہوئی باتوں پر کچھ لکھا جائے اور پھر ایک قوم بن جائیں اور نہ اشتعال میں نہ آئیں۔ یا منت سماجت کرکے اور ہاتھ جوڑ کے ہر ایک مذہب اور مشرب کو کہدیا جاوے کہ عیسی بدین خود موسی بدین خود۔ وہ کون سے الفاظ ہیں اور مہذب الفاظ جنسے مثلاً منکران خلفا کو سمجھایا جائیگا۔

کہ تمہاری راہ درست نہیں یا فریق ثانی کو کہا جائے گا کہ امامت بلا فصل لاریب حق حضرت علی کا تھا مگر وہ ناتوان تھے بیکس تھے ناچار انکا حق غصب کیا گیا۔ اور ایسا ہی مقلدوں اور غیر مقلدوں کے نزاع کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ کونسے مہذب الفاظ ہیں مثلاً جنکی وساطت سے بڑی ملائمت اور ملاطفت کیساتھ ایک خوفناک سکول کی پیرو یا مداح ذریت کو کہا جائے گا کہ نماز بھی کی پابندی ضروری شے ہے اور روزے خدا تعالیٰ کا فرض ہے انسان مسلم پر۔ اور سچی طہارت اور تقویٰ اور خشیت اور انابت ایک مسلمان کا متعہ ہیں۔ یہ اباحتی اور بے قید زندگی جو تمنے اختیار کر رکھی ہے اور صورت و سیرت سنت حقہ محمدیہ کے خلاف بنا رکھی ہے یہ مناسب نہیں۔ میں بادب **ندوہ** کے محترم علما سے پوچھتا ہوں کہ وہ اسلوب اور منہاج تو از راہ کرم بیان فرمائیں جن سے وہ فروعی اور جزئی اختلاف کو مٹائیں گے۔ کیا ہیں لفظی تجویز کو پیش کرنے اور پاس کرنے کے وقت انکی ضمیروں نے یقین کر لیا کہ یہ مبارک تجویز ہے اور ضرور عمل میں آجائے گی اور اس تاریکی کے وقت میں یہ تجویز نور کا کام دے گی۔ پھر اس پیچدار بات کا مطلب سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ جزئی فروعی اختلافات کا مذکور ہی درمیان نہ آنے پائے۔ مگر یہ ناممکن ہے اور ابد تک ناممکن ہے۔ پھر کیا ندوہ یقین کرتا ہے کہ ایک عالم یا عالموں کے اپنے منصوبے اور جوڑ توڑ ایسے تتر بتر ہو چکے ہوئے گلہ کو ایک میدان میں ایک عصا کے نیچے فراہم کر لیں گے۔ اور کیا کوئی انکی نظیر ہے اسلام اور مسلمانان کی تاریخیں بجز اُس امی مبارک قرن کے جس میں لامعلوم زمانوں کے مختلف الآرا دشمن جانی دوست بنگئے۔ اور اگر واقعی یہ احساس ندوہ کے دردمند دلکو ہوا ہے کہ اس اختلاف سے اسلام کی جڑ کھوکھلی ہو گئی ہے تو اس کے علاج اور تدارک مافات کے لیے سچی اور حقیقی راہ پر قدم مارنے کی فکر کرے۔ اور اگر علیگڈھ کی کونفرنس کی طرح رزولیوشن بازی ہی مقصود ہے تو وہ جانے اور اسکا کام۔ پانچواں مقصد بہی میں نہیں سمجھ سکتا کہ جذبات کے مغلوب اور پر جوش لوگ کیونکر اس کام سے عہدہ برآ سکتے ہیں اس مقصد کا اور چھٹے مقصد کا انجام اور مطلب ایک ہی ہے۔ احقاق حق اور ابطال باطل کیا شے ہے اور کن ذریعوں سے ہو سکتا ہے ندوہ نے بیان نہیں کیے۔ اور ممکن ہے بلکہ یقین ہے کہ ان مشکلات پر کبھی غور بہی نہ کی ہوگی جو اس راہ میں راست بازوں کو پیش آتی ہیں۔ آج وہ کون حق ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہیں اور وہ کونسا باطل ہے جسکو تباہ اور نابود کرنا چاہتے ہیں سب سے بڑا اور اعلیٰ حق یہی ہے کہ خدا کی صفات کاملہ میں کسی مخلوق کو شریک نہ سمجھا جائے۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو خدا کے بعد تمام مخلوقات سے برتر مانا جائے۔ لاانتہا مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ کو ابدی زندہ اور محیی اور ممیت اور شافی اور غیب دان خدا تعالیٰ کی طرح مان رکھا ہے اور یوں انکی الوہیت کو تسلیم کر کے نصرانیوں کی شرک عظیم کی مدد کر رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت اور تذلیل کی جاتی ہے کہ وہ مردہ زیر زمین مدفون ہیں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں عیسائیوں کے ہاتھ میں یہ کاری حربہ خود مسلمانوں نے دیا ہے جس سے عیسائی انکو ذبح کر رہے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے لاہور کے لشپ بہادر نے اپنے ایک لیکچر میں جس کے سامعین سیکڑوں مسلمان تھے مسلمانوں پر خود انہی کے اس مسلمہ مسئلہ سے حجت ملزمہ قائم کی اور کہا کہ ایک مٹی میں مل گئے ہوئے انسان میں اور آسمان بلند پر بیٹھے ہوئے وجود میں کوئی فرق بھی تو ہے؟ اور آخر اس سے مسیح کی الوہیت پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین پر استدلال کیا اور اس اعتقاد کے رکھنے والوں میں سے ایک نے بھی اُٹھکر اس کے دانت نہ توڑے اور مسیح کی عزت اور رسول کامل خاتم النبیین کی ذلت کو شیر مادر کیطرح پی گئے۔ ہاں تو کیا ندوہ تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے۔ اور بڑا باطل اسوقت حضرت مسیح کی زندگی کا **اعتقاد** ہے جس سے کروڑوں آدمیوں نے انہیں خدا بنا رکھا ہے اور اس اعتقاد کی اشاعت میں حد سے زیادہ جوش اس انسان کی پرستار قوم کے دل میں ڈالا گیا ہے۔ سب سے بڑا فتنہ جسکی نسبت قرآن نے کپکپا دینے والے الفاظ میں خبر دی کہ تکاد السموات یتفطرن منه و تنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولدا۔ اور بڑا بھاری مفسدہ جسنے پاکیزگیوں اور راستیوں یا یوں کہو کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی کر دی ہے یہ فتنہ **عیسیٰ پرستی** کا ہے اور اسکی جڑ ہے عیسیٰ کی زندگی یعنی جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر جانا اسکا مان لینا۔ اسکی جڑ کا ٹنا اسلام کو سرسبز کرنا اور مسیح کو مردہ ثابت کرنا اسلام میں تازہ روح پھونکنا ہے۔ کیا ندوہ واقف نہیں یا کم سے کم کوئی ایک فرد اسکا تو ضرور واقف ہوگا کہ چھ کروڑ سے زیادہ رسالے اور کتابیں عیسیٰ پرست یا مردہ پرست قوم نے اسلام اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تذلیل و تنقیص میں لکھی ہیں اور یہ دجل اور سفید جھوٹ کفتر ایریوں کے خدروں تک بھی داخل ہو گیا ہے۔ اور ایک آشوب رستخیز اس سے برپا ہو گیا ہے کیا ندوہ اس باطل زہریلے سانپ کا سر کچلنے کو تیار ہے۔ پھر بہت عظیم الشان حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک کوئی نقص اور عیب روا رکھا نہ جائے۔ اسکی پاک ذات کی نسبت اعتقاد رکھا جائے کہ وہ ہمیشہ سے متکلم اور مدبر بالارادہ

اور متصرف اور سمیع و بصیر ہے۔ اُسکی صفت تکلم پر کسی زمانہ میں مہر نہیں لگ سکتی اس لیے کہ یہ اُسکی شان میں منقصت کو روا رکھنا ہے۔ اُس نے **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** کی دعا میں صاف اشارہ فرمایا ہے کہ **منعم علیھم** جماعت کے تمام کمالات کے دروازے سدا کھلے رہیں گے اور تاکید فرمائی ہے کہ سب مسلمان یہ دعا مانگا کریں۔ اور بڑا انعام اُسکا وہ فیوض اور برکات ہیں جنکا نام ہے مکاشفہ اور وحی اور رویائے صادقہ اور یہی ورثہ ہے اُن لوگوں کی جنپر انعام کیا گیا۔ اگر ایکطرف تو اُن فیوض پر مہر لگ چکی تھی اور خدا تعالے کی وہ صفات اُس حد تک پہونچکر ساکت ہو گئی تھیں تو پھر یہ دعا نعوذ باللہ ایک دھوکا اور جھوٹے دل خوش کن الفاظ سے زیادہ نہیں ہوگی اور یہ منقصت ہے صفات باری تعالے میں۔ اور یہ اعتقاد کرنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی اور اُس کے ساتھ آپ کے تمام فیوض اور برکات بھی منقطع ہو گئیں اور آیندہ کے لیے نعوذ باللہ دوسرے لوگوں اور مذہبوں کیطرح آپ کی نبوت بھی مرگئی اور آپ کی صفات عالیہ اور برکات سنی کی قائم مقامی یا مظہر و بروز کی راہ بالکل مسدود ہو گئی اس دعا **اھدنا الصراط المستقیم** کی تکذیب ہو گی اور خدا تعالے کی پاک اور کامل صفات کی سخت ہتک ہو گی اور بڑا بھاری حق یہ ہے کہ خدا تعالی کے ملائکہ واقعی خارج میں ایک مخلوق ہے جسے خدا نے ایمانیات میں داخل کیا ہے اور جبرئیل علیہ السلام ملکۂ انسانی یا ایک قوت قوائے انسانی میں سے نہیں بلکہ ایک جدا مخلوق ہے [illegible] قانون قدرت کیمطابق خدا کے یہ وسائط ہیں اور یہ روحانی وسائط ایسے ہی ہیں جیسے جسمانی عالم میں خدا کے فیوض اور مقاصد کے پہونچانے کے لیے قوائے طبعی مثلاً چاند سورج ستارے اور دیگر مادی اشیا وسائط ہیں اور جو وسائط خدا تعالی کی صفات کا ملہ اور [illegible] مثلاً [illegible]

اور حملہ نہیں۔ اور بڑا حق یہ ہے کہ دعا حق ہے اور ایک سبب قوی ہے منجملہ اُن اسباب کے جو مقاصد و مطالب کے برلانے کے لیے خدا تعالی نے حسب قانون قدرت بنائے ہوئے ہیں۔ اور دعا لاریب ایک علت قویہ ہے معلولات کے لیے۔ اور بقول ایک سطحی خیال کے زمینی آدمی کے نری خوش کن خشک عبادت نہیں۔ اور مثلاً بڑا حق یہ ہے کہ خدا کے مرسلوں اور ماموروں اور مبعوثوں کی صدق کے بڑے بھاری نشان اور علامت معجزات اور خوارق آیات ہیں اور وہ ہیں اقتداری پیشگوئیاں جو علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور بے ان کے خدا کا مخفی اور نہاں در نہاں چہرہ اس جہان میں کبھی نظر نہیں آسکتا۔ کیا ندوہ تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے اور اس حق کے سبطلوں کا سر کچلے۔ بہت خوب اگر ایسے بھاری کام کا بیڑا ندوہ نے اُٹھایا ہے تو خدا مبارک کرے مگر پھر سوال یہ ہے کہ کیا دکھا کر احقاق حق اور ابطال باطل کرینگے اور اُن خطوں میں جہاں اتنک اسلام کا نور نہیں گیا کونسی فضیلت اسلام کی اور دوسرے مذاہب باطلہ اور ہمیں مابہ الامتیاز پیش کرینگے۔ تمام مذاہب باطلہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُنکے مذاہب اور مذاہب کے الضار و خلاف اقتداری نشان دکھانے سے قاصر ہیں اور وہ اسی یقین کو شائع کرتے ہیں کہ خوارق عادت کا وجود پچھلے زمانوں کے لیے تھا اب نہ کوئی اُسکی ضرورت ہی اور نہ کسی میں قدرت ہے۔ اور اسوقت تمام مسلمان بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ کمالات نبوت سب ختم ہو گئے۔ اب نہ تو غیب کے حقائق پر مشتمل اقتداری پیشگوئی کوئی کرسکتا ہے اور نہ ہی اسکی راہ مفتوح ہے۔ خدا کی صفت کلام اور وحی اور الہام پر مہر لگ چکی ہے۔ ایک نیچری پیر مرد جیسے ہی خفیفت حقہ سے منکر ہے جو کہتا ہے کہ کمالات نبوت میں کسیکو سچا جانشین ماننا شرک فی النبوۃ ہے ویسے ہی اہل حدیث اور دیگر مسلمان قولاً یا عملاً اس کے

منکر ہیں۔ دوسرے مذاہب مثلاً عیسائی اور آریہ بھی اپنے مذہب کی صداقت اور حقیت کے لیے دلائل دیتے اور ہزاروں صفحے سیاہ کرتے ہیں اور تقریر و تحریر میں بھی اُنکی زبانیں تھکنے میں نہیں آتیں۔ اسی طرح مسلمان بھی لفظی دلائل اور مباحث پر اکتفا کرنے کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں رکھتے اب سوال یہ ہے کہ اسلام میں اور ان مذاہب میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ جیسے بے فیض اور خشک اور بے برکت وہ مذاہب باطلہ ہیں ویسا ہی اس رنگ میں اسلام ہوا۔ ایک ہی مابہ الامتیاز تھا یعنی زندہ خدا کا زندہ نشان جس کے دکھلانے کی توفیق باطل کے پرستار ہاتھوں کو کبھی نہیں ملی اور نہ دیجائے گی۔ جیسا کہ خدا کی پر حکمت کتاب فرماتی ہے **عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول** اب میں ندوہ سے بادب عرض کرتا ہوں کہ کیا آپ یورپ میں سید احمد خان والا اسلام پیش کرینگے جسمیں خدا کو محض عضو بیکار اور معطل دکھایا گیا ہے۔ وحی کا انکار۔ دعا سے انکار۔ ملائکۃ اللہ سے انکار اور خدا کی پیشگوئیوں اور خوارق عادات سے انکار ہے۔ اور قرآن کریم کو ایک روکھی اور پھیکی کتاب ثابت کیا گیا ہے۔ یا کیا آپ اہل حدیث والا اسلام پیش کرینگے جیسا کہ اہل حدیث کے ایک ایڈوکیٹ نے لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں کہا اور افسوس سے اعتراف کیا کہ اب اسلام میں کوئی ایسا شخص نہیں جو کوئی مقتدرانہ نشان دکھا سکے اور خرق عادات امور اُس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ اسطرح اُس نے اسلام کو پورا بے برکت اور بے اثر ثابت کیا۔ یا آپ ان سجادہ نشینوں اور فقرا اور صوفیوں کا اسلام پیش کرینگے جنہوں نے باوجود اقرار کرنے ختم نبوت کے ہزاروں نبوتیں تراش لی ہوئی ہیں اور خاتم النبیین کی سنت ثابتہ صحیحہ حقہ کو

کو چھوڑ کر لا انتہا بدعات کے بتوں کو سجدہ کر رہے ہیں۔ پھر میں بادب پوچھتا ہوں کہ از راہ کرم اتنا تو فرمائیں کہ وہ کونسا مابہ الامتیاز نور آپ کے پاس ہے جسے لیکر آپ اُن خطوں میں جائیں گے جہاں ابتک اسلام کا نور نہیں پہونچا اور لوگ شناخت کرلیں گے کہ آپ لاریب ایک صادق اور زندہ اور بابرکت مذہب لائے ہیں اور یقین کرلیں گے کہ اُن کے مذاہب اُس کے مقابل مردہ اور لاشے ہیں۔ ہاں تو کیا ندوۃ العلما تیار ہے کہ اس حق کا احقاق کرے اور اس کے لیے سچے وسائط اور راہیں ڈھونڈے اور غور کرے کہ یہ نور اور یہ ہتھیار کس سراج منیر اور کس مخزن سے مل سکتے ہیں۔ ندوہ کو معلوم ہوگا کہ آجکل امریکہ میں ایک شخص جان الگزینڈر ڈوئی نام سے دعوی کرتا ہے کہ وہ الیاس ہے وہ دوا کا منکر ہے۔ اُسکا گمان ہے کہ وہ دعا سے لوگوں کو اچھا کرتا ہے وہ اپنے اخبار اور رسائل میں جن کے بہت سے نمبر ہمارے پاس موجود ہیں ہزاروں آدمیوں کی شہادتیں درج کرتا ہے جو اُس کے زعم میں اُسکی دعا کے وسیلہ مختلف بیماریوں سے اچھے ہوئے یہ شخص دوسرے عیسائیوں کیطرح پورا ظالم مشرک ہے اور مردہ خدا کی الوہیت اور کفارہ کیطرف دعوت کرتا ہے اور اپنے باطل کو زینت دار الفاظ سے سجاتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ بیماریاں بھی وہ پیش کرتا ہے جو نہایت خفیف اور آسان علاج پذیر ہیں اور اپنی دعا کو اُنکا چارۂ کار بتاتا ہے۔ اب کون فیصلہ کرے کہ فلاں شخص درحقیقت اُس کی دعا سے اچھا ہوا یا یوں ہی خود بخود صحت یاب ہوگیا۔ اب اس قوم کے باطل کا ابطال کس ذریعہ سے ہوسکتا ہے اور کونسا مذہب حق اُن کے مذہب کے مقابل پیش کیا جاسکتا ہے جس کی نسبت صریح دعوی ہوسکے کہ یہ واقعی مذہب حق ہے اور اسکی سچائی کا یہ معیار ہے اور ہمیں اور اسکے غیر میں یہ مابہ الامتیاز ہے

اسکا جواب بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ مقتدر خدا کا زندہ طریق ثابت کرنے کے لیے ازبس ضروری ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اُس کے فیوض اور برکات زندہ اور دائمی ہیں اور اس امر کا ثبوت بجز اقتداری اور قاہرانہ پیشگوئیوں اور خوارق عادت امور کے اور کچھ نہیں۔

کیا **ندوہ** کے علم میں کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعوی کرتا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے۔ اسلام کا خدا زندہ اسلام زندہ۔ اسلام کا نبی کریم زندہ۔ اسلام کا مرکز بیت اللہ زندہ۔ اسلام کی بولی عربی زندہ۔ قرآن نے جو معجزات اور خوارق اور پیشگوئیوں کا علم بیان کیا ہے اُسکا سلسلہ ابتک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ یہ بات کسی کتاب کے مردہ اور بے برکت اور ممسوخ و مجذوم ہونے کے نشانوں سے ہے کہ اُس کے مندرجہ معجزات اور خوارق بطور قصہ اور کتھا کے رہ گئے اور اب اُن کا نمونہ دنیا میں موجود نہیں۔ اور درحقیقت قابل تمسخر اور مضحکہ کے وہ مذہب اور کتاب ہے جو یہ دعوی کرے کہ اُس کے برکات پہلے تو تھے مگر پھر بند ہوگئے ہیں۔ اور اسوقت نہ تو کوئی موجود ہے اور نہ ایسا شخص کبھی پیدا ہوسکتا ہے جو اُن برکات اور انعامات کا حصہ دار ہو اور دوسروں کو دے سکے اور دشمنان اسلام کو دکھا سکے جو پہلے راستبازوں کو دی گئیں۔ افسوس رونے اور دانت پیسنے کا مقام ہے کہ ایک مردہ اور جلد فنا ہوجانیوالی اور ممسوخ ہوجانے والی کتاب توریت کے اتباع اور فیض تعلیم سے بیسیوں راستباز اور منعم علیہم موسی (علیہ السلام) کی مانند ہوئے اور خدا نے اُن سب برکات و فیوض کا وارث انہیں کیا جو حضرت موسی کو دی تھیں۔ مگر خاتم النبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انفاس قدسیہ اور خاتم الکتب قرآن کریم کی یہ تاثیر اور یہ برکت کہ بدقسمتی سے وہ

سارا سلسلہ ہی ختم ہوگیا اس لیے کہ نبوت پر مہر لگ گئی۔ اور اسطرح وحی کا تار بند ہوگیا۔ پیشگوئیوں اور خوارق عادات کا اظہار بند ہوگیا۔ **مصالح الٰہیہ** سے شریعت تو تکمیل پاکر ختم اور بند ہوچکی تھی اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا مگر انعامات اور برکات اور فیوض پر کیوں مہر لگ گئی۔ اللہ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبین کیا ہوئے آپ کے ساتھ ہی سارا تانا بانا فیوض و برکات کا ادھڑ گیا۔ اس صورت میں خدا تعالے کے اس قول کے **انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون** کیا معنے ہوئے۔ کیا آپ حفاظت سے لفظوں کی حفاظت مراد لیتے ہیں اور اس سے آگے تجاوز نہیں کرتے۔ اگر یہی مراد ہے تو وہ موجود ہے پھر اس کے ہوتے قوم کیوں بگڑی اور کیوں لفظوں کی ذاتی تاثیر نے خود بخود قوم پر وہی اثر نہ کیا جو اُسوقت نظر آگیا اور ایک زمانہ اُس کا گواہ ہوگیا جبکہ قرآن کے عمل کا نمونہ صاحب کشش وجود موجود تھا۔ ایسا نہیں بلکہ حفاظت سے مراد اُس کی صورت اور سیرت۔ الفاظ اور معانی اور برکات اور تاثیرات اور فیوض سب کی حفاظت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس زمانہ میں انسانوں کی ایسی حالت ہوجائے کہ باریتعالی کی ہستی کا انکار ہوجائے اُس کی صفات پر اعتراض ہوں۔ اور زمانہ پر فسق اور فجور اور بطلان اور شیطان کا سیاہ سایہ پڑ جائے اور تمام صداقتیں اور حقائق حقہ استخفاف اور انکار کی نگہ سے دیکھے جائیں اور بہت سفیہ دشمن قرآن پر اور حامل قرآن پر زبان طعن دراز کریں اُسوقت ایسا آدمی ضرور مبعوث ہوگا جو باطل کے ہر قسم کے حملہ کو دفع کرے گا اور اسلام کی کھوئی ہوئی عزت کو بحال کریگا۔ اور یوں اس ذکر کی حفاظت ہوگی ہاں تو میں پوچھتا ہوں کہ ندوۃ العلما کوئی ایسا شخص دکھا سکتی ہے جسکو یہ اقتدار بخشا گیا ہو۔ اس لیے کہ حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اور غیر خطوں اور ملکوں میں نور اسلام کا پہنچانا تو ایسے ہی شخص کا

کام ہے۔ خشک لفاظ اور بے برکت ملا مولوی اور مبتدع صوفی کا تو کام نہیں۔ جب کہ ندوہ کے علم اور سیاسی میں ایسا شخص نہیں تو اس نے ان مقاصد کی ترتیب کیوقت کیا سوچا۔ ۔ کیا اتنی پر قناعت کرلی کہ شہر بشہر چند خشک اور بے برکت آدمیوں کا اکٹھا ہو جانا ہی اس کام کو پورا کردے گا۔ افسوس ندوہ کی حقیقی ماں ایجوکیشنل کونفرنس نے بھی ان پندرہ یا کم و بیش برسوں میں بیشمار رزو لوشن پاس کیے اور بیشمار روپیہ برباد کیا مگر اصل مرض کی تشخیص اور حقیقی علاج کی تلاش میں ایک قدم بھی نہ اٹھایا۔ قوم کو بیمار مانا اور مرض یہ قرار دیا کہ انگریزی اعلی تعلیم کے نہ ہونے سے یہ مریض ہلاکت کے قریب آگیا ہے اسکا علاج علیگڈھ کالج یا ایسے انسٹیٹیوشن کے سوا نہیں اور اسطرف کبھی التفات نہیں کیا کہ خدا کو ناراض کرکے۔ یعنی تحت تیرہ کے ہوتے ہوئے۔ قرآن کریم کے موجود ہوتے فسق و فجور کی راہوں کو اختیار کرکے اور شریعت حقہ کی پابندی سے منہ پھیر کر قوم کا یہ حال ہوگیا ہے اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا اس لیے کہ سورہ فاتحہ کے اخیر میں مغضوب علیہم کے لفظ میں اشارہ ہوچکا تھا کہ ضالین یعنی نصاری کے استیلا اور فتنہ کیوقت مسلمانوں کی حالت علمی اور عملی اور اخلاقی اور سیاسی بالکل یہود کی حالت کے مانند ہوجائے گی۔ چنانچہ خدا کے زندہ کلام کی یہ پیشگوئی صاف طور پر پوری ہوگئی اور اب کون کہہ سکتا ہے کہ قوم کے ادبار اور نکبت کی حالت ہر رنگ میں مضروب الذلۃ قوم یہود کی نہیں۔ غرض مادہ پرست اور بالکل رو بدنیا اور آسمان سے قطعاً منقطع قوموں کی طرح محمدن (اس بے ادبی اور گستاخی سے خدا کی پناہ) ایجوکیشنل کونفرنس علیگڈھ نے قوم کی تباہی محض زمینی اور مادی اسباب قرار دیے اور مٹیریلسٹوں کی طرح معمولی اور ظاہری علت پر سر جھکا دیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میں نے مختصراً بیان کردیا ہے کہ جب تک قوم کو پھر بھی قبلہ کیطرف منقلب کرکے متوجہ نہ کیا جاوے اور سب سے پہلے یہ کام کیا جاوے تب تک کچھ نہ ہوگا۔ اور میں نے دکھا دیا ہے کہ پہلے جب کہ یہ قوم بنی تھی تو کن ذرائع اور اسباب سے بنی تھی۔ اور اسکی اصلاح کے لیے کیا قانون بنایا گیا اور کیسا بابرکت اور زندہ نمونہ اس قوم کے سامنے پیش ہوا اور اس مقنن اور ہادی کو کیا صفات اور خصائص دیے گئے تھے جن سے قوم میں سچی اور لانظیر اطاعت کا مادہ پیدا ہوا۔ اگرچہ اسمیں ہر ایک بات طبعاً تفصیل اور بسط چاہتی تھی مگر مجھے مصلحت نے اختصار اور اجمال پر مجبور کیا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس کے بعد ضروریہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ کارکنوں پر ایک مایوسی کا عالم طاری ہوسکتا ہے کہ اب کیا کیا جاوے۔ اور قوم کی اصلاح کے لیے اُن صفات کا آدمی کہاں سے لایا جاوے۔ لہذا میں زیادہ دیر تک کشاکش آمیز بیان کو معرض تحریر میں لانا نہیں چاہتا اور صاف سنا دینا چاہتا ہوں کہ خدا تعالی نے اپنے وعدہ کے موافق **منہاج نبوۃ** پر ایک سلسلہ قائم کردیا ہے۔ یا صاف لفظوں میں یوں کہدیا جاوے کہ جیسا کہ زندہ خدا کی زندہ کتاب قرآن حکیم نے سورۂ جمعہ میں فرمایا تھا وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ الآیہ۔ یعنی وہ رسول پاک جو اُمیوں میں مبعوث ہوا اور اُن کا تزکیہ کیا اور کتاب اور حکمت انہیں سکھائی وہ ایک اور قوم کا بھی ویسا ہی معلم اور مزکی ہوگا جو ہنوز صحابہ میں شامل نہیں اور اس غرض کے لیے اسکی بعثت ثانی ہوگی۔ اب اس وعدہ کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے ہیں یا یوں کہو کہ حضرت غلام احمد قادیانی کے بروز میں جلوہ گر ہوئے ہیں یا یوں سمجھو کہ خداوند علیم حکیم نے حضرت غلام احمد قادیانی کو وہی خوبو وہی برکات وہی الہامات اور وہی معجزات دیکر مبعوث فرمایا ہے ازبسکہ زمانہ بگاڑ اور فساد میں اپنی اسی پہلی حالت پر آگیا بلکہ زیادہ فساد کیطرف جھک گیا تھا اسلیے اسی تعلیم کی اسی قوت قدسی کی۔ اُنہی فیوض و برکات کی۔ اُنہی معجزات اور خوارق عادات کی اور مقتدرانہ پیشگوئیوں کی ضرورت تھی اس لیے غیور خدا نے اُس پاک اصل کے سچے ظل اور خلیفہ کو جو اسکی اتباع اور اُس کے نام میں فانی ہوچکا ہوا ہے اور اپنا کچھ نہیں رکھتا اور اُس کی تعزیز اور توقیر اور تبجیل میں رات دن کوشش کرتا ہے وہ ساری قدرتیں اور طاقتیں دیکر دنیا میں بھیجا تاکہ از سر نو خدا کی حمد سے دنیا بھر جاوے اور زہریلے سانپ کی کچلیاں نکال ڈالی جائیں۔ سب سے پہلے اس شخص نے اور اسی نے یہ اصطلاح نکالی کہ جیسا خدا تعالے زندہ اور قیوم ہے قرآن کریم بھی زندہ اور مبارک ہے اور رسول کریم بھی زندہ رسول ہے۔ یعنی اسلام میں اور دیگر باطل مذاہب میں بڑا بین مابہ الامتیاز یہی ہے کہ جن قدرتوں اور طاقتوں اور معجزہ نمائیوں کا دعوی کسی زمانہ میں اُن مذہبوں نے کیا تھا اور اب وہ بیدست و پا اور بے برکت اور مردہ ہوگئے ہیں قرآن کریم کا حال اُن کے خلاف ہے۔ اسمیں یہ برکت اور تاثیر اور روح حیات ہے کہ جن کمالات اور اقتدارات کا دعوی اس کے برکات کی وساطت سے ایک زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا وہ تاثیریں اور برکات اور فیوض اور نشانات ابتک موجود ہیں اور وہ قرآن کے سچے متبع کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر نعوذ باللہ یہ بات نہ ہو تو پھر اسمیں اور دوسری مردہ کتابوں میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ یہ پہلا شخص ہے جسنے خدا کی اور تمام نبیوں کی

خصوصیات کی یعنی وحی کی۔ مکالمہ کی۔ رویا صالحہ کی۔ استجابت دعا کی۔ اور پیشگوئیوں کی کھوئی ہوئی عظمت اور عزت بحال کی۔ اور قرآن کی جبروت کا سکّہ دنیا میں بٹھا دیا اور سارے جہان میں ہزاروں اشتہار دیے کہ اسوقت زندہ مذہب صرف اسلام ہے اور اس دعوے کے ثبوت میں وہ مخالفوں کو تمام وہ برکات اور انعامات اور فیوض دکھا سکتا ہے جو گذشتہ راستبازوں کو دیے گئے اور اب بجز اسلام کے اور کسی مذہب میں انکا نام و نشان نہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے عیسائی مذہب اور دوسرے ایسی باطل طریقوں کے استیصال کیلیے یہ حربہ نکالا کہ زندہ اور سچی اور خدائی کتاب کا یہ نشان ہے کہ وہ دعوی بھی آپ ہی کرے اور اس دعوی پر دلیل بھی اپنے اندر سے دے۔ اس سے انجیل کی۔ وید کی اور تمام ایسی مردہ کتابوں کی عزت کی جڑ کٹ گئی۔ یہ پہلا شخص ہے جسنے اسوقت کی ساری قوموں پر نصرانیوں پر۔ آریوں پر۔ برہموؤں پر۔ نیچریوں پر خدا تعالے کی حجت ملزمہ پوری کی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنی بیعت میں یہ عظیم الشان فقرہ رکھا جو اس کے ہر ایک پیرو کو اقرار بیعت کے وقت منہ سے نکالنا اور اسپر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ جسطرح خدا نے قرآن کریم میں دو باتیں رکھی تھیں جن کے ذریعہ سے وہ بابرکت اور ابدی کتاب ٹھہری یعنی عجیب تعلیم اور تعلیم کی حفاظت کے لیے اقتداری پیشگوئیاں۔ وہی انعام اور برکت کا خلعت اسے پہنایا گیا۔ جبکہ تعلیم میں یہ دعوی تھا کہ اسپر چلنے سے خدا خوش ہوتا ہے اور اس کے پیرووںکو اس جہان کی اور آیندہ کی خوشحالی ملتی ہے اور اس کے خلاف کرنے یا انکار سے خدا کا غضب نازل ہوگا اور راستی کے دشمن تباہ ہوجائیں گے اور وہاں دوسرے عالم میں دوزخ میں جلیں گے۔ اس لحاظ سے ضروری تھا کہ وہ انذار و تبشیر کے وعدے اس جہان میں بھی پورے ہوتے اور یوں آخرت کے عالم اور اس کے ایلام اور انعام کے ثبوت کے لیے بطور نوطیہ اور تمہید کے ٹھہر جاتے۔ لاجرم خدا کے مبشر وعدوں کے مطابق تمام اور ریگستان کے رہنے والے کسری اور قیصر کے خزائن اور ممالک اور انکو سونے کے کنگنوں اور مصر و شام کے حور و قصور اور انہار اور غلمان کے مالک اور وارث ہوئے اس لیے کہ اس تمہید اور مقدمہ سے مہر لگجائے اس دوسرے عالم کے مواعید صادقہ پر اور آپکے اعدا تباہ ہوگئے اور اس دنیا کی نار یعنی جنگ کا ہیزم خشک بنگئے اس لیے کہ سچے ثابت ہوجائیں اس عالم کے تمام خوفناک وعید۔ اگر یہ دو باتیں نہ ہوتیں تو غیب الغیب خدا کی صفات یعنی اس کی قدرتوں اور ارادوں پر ایمان اور اس دوسرے وراء الورا عالم اور اس کے حالات اور کیفیات پر یقین کبھی پیدا نہ ہوتا۔ توریت اور انجیل اور وید اور دوسری مردہ کتابوں میں یہی نقص تھا کہ ان ہی دو باتوں کی کمی تھی۔ جسکی وجہ سے یہود قیامت کے منکر ہوگئے اور آخر پچھلی دو قومیں بھی جیسی اصل میں ایک تھیں خدا اور دوسرے جہان کو پس پشت ڈالنے میں بھی ایک ہوگئیں۔ اسی طرح اور اسی رنگ میں قرآن کی عزت کے لیے۔ اسلام کی سچائی کو اس جہان کے دریدہ دہان منکروں پر ظاہر کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے محمد احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی بروز احمد قادیانی کے ہاتھ پر نشان ظاہر کیے۔ چونکہ دو قومیں اسوقت سخت حملہ اور ظالمانہ رد اسلام پر کرتی اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی دلکو کپکپا دینے والی توہین کرتی تھیں اور خدا اور اس کے سچے وعدوں اور وعیدوں سے انہیں انکار تھا ان پر قیامت تک حجت پوری کرنیکے لیے بعد اتمام حجت کے یعنی اسلام کی تعلیم حق اور عجیب کو پیش کرنیکے بعد ان کے دو فردوں یا ظلم اور شرک کے پرستاروں کی نسبت موت کی پیشگوئی کی اور آخر خدا کے قہر کی تجلی نے آتھم اور لیکھرام کے خرمن ہستی کو جلا کر اس ہمارے زمانہ میں اسلام اور بانی اسلام کی صداقت اور حقیت پر ویسی مہر لگا دی جیسے کہ اس خیر القرون میں بدر کی پیشگوئی کے پورا ہونے سے لگی۔ اور اسطرح ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم کی تعمیل کے اقرار اور انکار میں وہی پہلے کیسی زندہ اور قاہرانہ تاثیر اور برکت موجود ہے۔ اسبات نے ایک عالم کو دکھادیا کہ اسوقت ایک شخص ہے جو دشمنوں کے مقابل اسلام کی عزت کو قائم رکھ سکتا ہے۔

غرض جو مقاصد اور اغراض ندوۃ العلماء نے اپنے اعلان میں لکھے ہیں اور الفاظ میں ان کے پورا ہونے کے لیے تڑپ اور گداز مش ظاہر کی ہے اور دردناک الفاظ میں ظاہر کیا ہے کہ اسلام کی جڑ کھوکھلی ہوگئی ہے اب حضرت غلام احمد قادیانی کے ذریعہ سے ان کے پورا ہونے کی سبیل خدا تعالے نے نکالی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا نے اندرونی اصلاح کے لیے مہدی موعود یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات بطور ظل کے دیکر بھیجا ہے اور بیرونی حملوں کے دفاع اور ان کے مفاسد کی اصلاح کے لیے زمانہ موجودہ کے اقتضا کے موافق آپ کا نام مسیح موعود رکھا ہے۔ اب آپکے وجود پاک میں وہ امام مفترض الطاعۃ موجود ہوگیا ہے جسکے علم کے نیچے متفرق اور منتشر فریق اکٹھے ہوکر دنیوی اور دینی ترقی کر سکتے ہیں۔

اس امین اور مامون پریزیڈنٹ کی صدارت کے نیچے کسی ممبر کی جرأت نہیں کہ اختلاف اور نزاع کی آگ کو بھڑکا سکے۔ دنیا کو ایک پر سٹیم انجن کی ضرورت تھی جو مختلف گاڑیوں کو کھینچ سکتا سو اب وہ آسمان سے نازل ہو گیا ہے۔ اب تمام برکات اور انعامات قوم کو اس کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں اور وہ تمام روکیں اور موانع دور ہو سکتے ہیں جو قوم کی ترقی روحانی اور جسمانی کی راہ میں ہیں۔

ندوۃ العلما اور دیگر انجمنوں کا فرض ہے کہ اس نادر انسان کی آواز پر کان لگائیں۔ بے التفاتی اور اعراض کرنے سے وہ خدا کے نزدیک سخت ملزم ہوں گے۔ چالیس ہزار تک اس سلسلہ کے خدام کی نوبت پہونچ گئی ہے اور بہت سی کتابیں عربی میں فارسی میں اردو میں انگریزی میں اور لاکھوں اشتہار اسکی تائید میں شائع ہوئے ہیں۔ قوم کے لیڈروں پر فرض ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود کے دعاوی اور دلائل میں غور کریں اور پھر یا تو تائید کریں اور اس پاک سلسلہ میں داخل ہو کر قوم کی ترقی کی فکر کریں یا اسکے استیصال کے لیے زور لگائیں کیونکہ اسلام کے ہزاروں فرد دن بدن اسمیں داخل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ بدون اسکے نہ اس جہان کی فلاح ہے اور نہ اُس عالم میں نجات ہے۔ اور یوں ان دعاوی سے یہ سلسلہ دوسرے سلسلوں کی راہ میں سخت ہو کر اور روک ہو رہا ہے اس کی تائید یا تردید سے اعراض اور تغافل کرنا مردی سے بعید ہے۔

خدا کرے کہ ندوہ اور دیگر انجمنیں اسطرف توجہ کریں اور اول المومنین بنکر دوسرے لوگوں کے لیے بلکہ ساری جہان کے لیے سنت حسنہ کی بنیاد ڈالنے والے ہوں آمین۔

**عاجز عبد الکریم**

اس ہفتہ کی

## بیعت

۱ غلام محمد صاحب۔ ساکن بجباڑہ کشمیر
۲ خواجہ ریشی صاحب ״
۳ خواجہ عبد القدوس صاحب ״ ״
۴ میاں خدا بخش صاحب
۵ میاں مولی بخش صاحب
۶ میاں نظام الدین صاحب
۷ میاں عبد اللہ صاحب

(بیرون ۵ بمعہ ... ״ — حاشیہ)

۸ سید کرم شاہ صاحب معہ دختر ساکن سید الوالی ضلع سیالکوٹ معرفت سید امیر علیشاہ صاحب ملہم
۹ سید بڈھے شاہ صاحب معہ زوجہ ״
۱۰ سید کالو شاہ صاحب معہ زوجہ ״
۱۱ سید نواب شاہ صاحب ״
۱۲ سید جھنڈے شاہ صاحب ״
۱۳ سید سردار علی شاہ صاحب ״
۱۴ سید جماعت علی شاہ صاحب ״
۱۵ دوسوندی شاہ صاحب معہ زوجہ و دو دختر۔
۱۶ مہر دین صاحب معہ زوجہ ״
۱۷ نبی بخش صاحب ״
۱۸ میاں عمر الدین صاحب ״
۱۹ میاں محمد الدین صاحب معہ ہمشیرہ ״
۲۰ میاں فقیر اللہ صاحب
۲۱ میاں مکھن صاحب معہ ۳ دختر بٹالہ ریاست جموں تحصیل منور
۲۲ میاں کرم دین صاحب ״ ״
۲۳ میاں علم الدین صاحب ״
۲۴ مسماۃ راجو مغلانی ولد مرزا نتھو ساکن نیالی ضلع سیالکوٹ۔
۲۵ محمد ابراہیم صاحب امام مسجد ناسنور کشمیر
۲۶ محمد رمضان صاحب منتو۔ ریشی نگر ״
۲۷ ولی محمد صاحب۔ ״ ״
۲۸ عبد العزیز صاحب ״ ״
۲۹ عبد العزیز صاحب گنائی ״ ״
۳۰ عبد العزیز صاحب۔ مونار ״ ״
۳۱ عبد القدوس صاحب۔ ״ ״
۳۲ محمد رمضان صاحب نمبردار ״ ״
۳۳ عبد الرحمن صاحب واڑ تاجر ناسنور ״
۳۴ عبد القادر صاحب ״ ״
۳۵ حبیب اللہ صاحب خیاط ״ ״
۳۶ محمد جیو صاحب۔ ناسنور۔ کشمیر
۳۷ میاں شعبان صاحب ریشی ״
۳۸ میاں امیر صاحب ریشی ״
۳۹ عاشورو گی صاحب موذن ״
۴۰ حافظ عبد الوہاب صاحب امام مسجد ״
۴۱ سید زمان شاہ صاحب بخاری کار مختار
۴۲ راجہ عطا محمد خان صاحب۔ براز لہ ڈاک خانہ کلگام۔ کشمیر
۴۳ سید طفیل حسین صاحب منڈی باجوہ متصل ظفر وال ضلع سیالکوٹ حال سپرنٹنڈنٹ
۴۴ سائیں شیر محمد شاہ صاحب ولد غلام داود شاہ صاحب قادری۔ ساکن کوٹلی متصل مہلی تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ ڈاک خانہ مروہلی

نقل خط شیر محمد شاہ صاحب موصوف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بندہ سلسلہ قادریہ کا پابند ہے قریب ۲۰۰ کے میرے مرید ہیں اب بندہ نے حضور کے انوار و برکات سے اطلاع پاکر اپنے دل سے عہد واثق کر لیا ہے کہ اپنے سلسلہ کو بالائی طاق رکھکر حضور سے بیعت کروں لہذا یہ عریضہ بحضور اقدس ارسال ہے کہ اپنی بیعت میں قبول فرما دیں انشاء اللہ حاضر حضور ہو کر تجدید بیعت کرونگا

۴۵ امام الدین صاحب ولد خان محمد صاحب سارجنٹ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
۴۶ محمد اسماعیل صاحب طالب علم نیری پڈل۔ بھرور ساکن موضع کہوا باجوں
۴۷ گل محمد صاحب۔ کنگاڑی سہوان۔ ڈاک خانہ کبیر والہ ضلع ملتان۔
۴۸ محمد محمود شاہ صاحب۔ جموں۔
۴۹ مولوی میر احمد شاہ صاحب ״
۵۰ منشی عبد العزیز بٹ صاحب ملازم راجہ عطاء اللہ خانصاحب ساکن چک ساکن چک راجہ صاحب تحصیل ہری پور ڈاک خانہ کلگام کشمیر
۵۱ عباد اللہ صاحب ملازم راجہ عطاء اللہ خانصاحب مقام بارہ پور تحصیل ہری پور ״
۵۲ ببر خانصاحب۔ پرگنہ بیرو تحصیل پرتاب سنگھ پورہ موضع ہر دو سروش۔